جامعہ حقانیہ کا ترجمان

مجلّہ الحقانیہ

ساہیوال
سرگودھا

رجب المرجب ۱۴۳۴ھ جون ۲۰۱۳



بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

فہرست

قرارداد مقاصد بمنزلہ مینارۂ نور ہے	فقیہ العصر مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ	3
درس حدیث	مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ	9
ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ	حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ	12
علماء ربانی کا ملکی سیاست میں حصہ	فقیہ العصر مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ	14
عیسائیت کے مقابلہ میں رضاخانیت کی شکست	فقیہ العصر مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ	18
منشیات کے ستعال کے نقصانات	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم	26
تذکرۂ رواۃ حدیث اول صحیح بخاری شریف	مولانا ضیاء الرحمٰن جالندھری	35
اخبار الجامعہ	مولانا محمد آصف چنیوٹی	42

خط و کتابت کیلئے : دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
web-www.alhaqqania.org
E-mail-alhaqqania@yahoo.com
048-6786002/6786899
پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فائٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا
کمپوزر : جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی
نوٹ : رسالہ سے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0301-4843429
رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0301-6769897

کلمۃ الحق فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

قرارداد مقاصد بمنزلہ مینارۂ نور ہے

ہر ملک اپنے حالات کے لحاظ سے دستور کی ترتیب وتدوین مختلف طریقوں سے کرتا ہے بنیادی طور پر دستور میں جو باتیں درج ہوتی ہیں اس کے چند حصے ہوتے ہیں ان میں سب سے پہلی چیز دستور کا دیباچہ ہے، جسے اردو میں تمہید اور انگریزی میں Proamblo کہتے ہیں اس میں چونکہ ان اسباب پر بحث کی جاتی ہے جن کے تحت قانون نافذ کرنے کی ضرورت پیش آئی اس لیے یہ دیباچہ اور تمہید قانون کے متن کا حصہ نہیں ہوتی اور نہ ہی اس پر قانون کا مدار ہوتا ہے اس لیے کوئی شخص حکومت کے کسی اقدام کو اس بنا پر عدالت میں چیلنج نہیں کر سکتا کہ یہ قانون کے دیباچہ کے خلاف ہے، البتہ اس کا یہ فائدہ ہے کہ اگر کسی قانون میں اجمال یا ابہام ہو تو قانون کے دیباچہ میں درج باتوں کے ذریعہ سے اسے دور کیا جاسکتا ہے، اسی طرح کسی بھی قانون کی مجمل دفعہ کی اگر دو مختلف تشریحات ممکن ہوں تو اس تشریح کو ترجیح حاصل ہوگی جو قانون کے مقصد سے زیادہ مطابقت رکھتی ہو۔

الغرض کسی بھی دستور کے دیباچہ اور تمہید میں عام طور سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مملکت کے اغراض ومقاصد کیا ہیں اور کن اغراض ومقاصد کو پورا کرنے کے لیے یہ دستور بنایا جارہا ہے۔ دستور پاکستان میں قرارداد مقاصد کی اس وقت ایک خاص اہمیت ہے اور یہ دستور کا ایک اہم حصہ ہے، لیکن حقیقت میں یہ دستور کا دیباچہ اور تمہید تھی جو علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے اس وقت کی دستور ساز اسمبلی نے منظور کی تھی جب قیام پاکستان کے بعد یہاں یہ بحث چھڑی کہ

ملک میں کس قسم کا دستور بنایا جائے ؟ ۔ اس وقت لادینی جمہوریت کے حامیوں کی طرف سے یہ کوشش کی جارہی تھی کہ پاکستان کو بھی سیکولر اور لادینی ریاست قرار دیا جائے ، اس وقت علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے رفقاء نے ایک طویل معرکہ کے بعد یہ قرارداد اسمبلی سے منظور کرالی اور بالآخر اس وقت کے وزیر اعظم لیاقت علی خان مرحوم نے اسے اسمبلی میں پیش کیا اس قرارداد نے بحیثیت مجموعی ملک کا رخ متعین کر دیا اور یہ قرارداد ہر دستور کا حصہ بنتی چلی آئی لیکن اس کی حیثیت چونکہ ایک تمہید کی تھی اس لیے عدالتوں نے یہ فیصلے دیے کہ اصل میں قرارداد مقاصد ہمارے دستوری ڈھانچے کی بنیاد ہے لیکن اس کو تمہید لکھا گیا ہے لہٰذا ہم اس کو دستور کی تشریح میں تو استعمال کر سکتے ہیں لیکن اگر دستور کی کوئی دفعہ یا کوئی قانون اس سے صراحۃً متصادم ہو تو ہم اس قرارداد کی بنیاد پر اسے کالعدم نہیں کر سکتے ۔ اسی لیے دینی طبقات کا یہ مطالبہ تھا کہ قرارداد مقاصد کو محض دستور کی تمہید قرار دینے کی بجائے متن دستور کا لازمی حصہ قرار دیا جائے ۔ چنانچہ صدر ضیاء الحق مرحوم نے آٹھویں ترمیم کے ذریعے دستور میں دفعہ نمبر A-2 آرٹیکل کا اضافہ کیا جس میں کہا گیا کہ قرارداد مقاصد محض ایک تمہید ہی نہیں ہے بلکہ وہ دستور کے متن کا حصہ ہے اور اس کے اثرات وہی ہیں جو دستور کے دوسرے حصوں کے ہوتے ہیں ۔ صدر ضیاء الحق مرحوم کے اس مستحسن اقدام سے قرارداد مقاصد کی اہمیت میں یقیناً اضافہ ہوا ، اور دستور میں بھی اسے اپنا اصلی مقام حاصل ہوا جو مسلمانوں کے لیے عموماً اور اہل علم و دینی طبقات کے لیے خصوصاً لائق مسرت تھا ۔

حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذیل کا یہ مضمون اسی دور میں قرارداد مقاصد کے تعارف اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے تحریر فرمایا تھا روزنامہ ''مشرق'' نے

یکم اپریل ۱۹۸۵ء میں اسے روشنی کے مینار کے نام سے شائع کیا۔ ۲۷/ سال کے طویل عرصہ کے بعد اب یہ مضمون مجلہ ''الحقانیہ'' کے قارئین کے مطالعہ کے لیے حاضر خدمت ہے۔

اس تفصیل کے تناظر میں یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں یہ کہا ہے کہ قرارداد مقاصد دستور کا حصہ ضرور ہے لیکن دوسرے حصوں پر اسے برتری حاصل نہیں ہے بلکہ دونوں حصے یکساں حیثیت کے حامل ہیں اس فیصلہ سے قرارداد مقاصد کی آئینی حیثیت میں ابہام پیدا ہوگیا ہے جسے دور کرنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ حکومت اگر دلچسپی لے اور قرارداد مقاصد کو آئینی طور پر بالاتری حاصل ہوجائے تو یہ اس حکومت کا ایک بڑا کارنامہ ہو گا۔ امید ہے کہ مسلم لیگ (ن) اس طرف خصوصی توجہ دے گی۔ (ادارہ)

قرارداد مقاصد ۱۹۷۳ء تک پاکستان کے ہر آئین میں بطور دیباچہ شامل چلی آرہی ہے۔ مقام مسرت ہے کہ اس کو آئین پاکستان میں شامل کردیا گیا ہے۔ اس طرح قرارداد مقاصد نے اپنا اصلی اور صحیح مقام حاصل کرلیا ہے یہ وہ اہم قومی دستاویز ہے جس میں مملکت خداداد پاکستان کے مقاصد اور ان بنیادی اصول وحدود کا تعین قرآن وسنت کی روشنی میں کیا گیا ہے جن کی پابندی کرکے دستور ساز اسمبلی کو آئین سازی کا کام انجام دینا تھا۔ یہ تاریخی دستاویز پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سب سے پہلا قدم اور دستور ساز اسمبلی کے لیے رہنما اصول کی حیثیت سے پیش کی گئی تھی۔ اب تک پاکستان کے دستور وقانون میں جو جو اسلامی دفعات شامل ہوئیں یا آئندہ شامل ہوں گی وہ سب درحقیقت اسی قرارداد مقاصد کی مرہون منت ہیں۔

قرارداد مقاصد کے دستور ساز اسمبلی میں پیش کرنے کا قابل افتخار کارنامہ اگرچہ

اس وقت کے وزیراعظم شہید ملت خان لیاقت علی خان مرحوم نے انجام دیا تھا مگر اس کی ترتیب میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ، اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے طویل غوروخوض اور کاوش وفکر کا بھی بڑا دخل تھا۔ قائد ملت لیاقت علی خاں مرحوم کی جرأت وہمت قابل داد ہے کہ انہوں نے ناموافق ماحول اور برسراقتدار طبقے کی خاص اغراض ومفادات کے علی الرغم خالص اسلامی اصولوں پر مبنی یہ قرارداد، ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو اسمبلی میں پیش کی اور اس پر بحث کے بعد ۱۲ / مارچ ۱۹۴۹ء کو منظور کرالیا۔

اس قرارداد کو پیش کرتے وقت پاکستان کے پہلے وزیراعظم مرحوم نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ :

''یہ قرارداد مقاصد ان خاص اصولوں پر مشتمل ہے جن پر پاکستان کا دستور اساسی مبنی ہو''۔

اور چونکہ یہ اصول جن پر یہ قرارداد مقاصد مشتمل ہے سب کے سب اسلامی تھے اس لیے گویا یہ اس بات کی ضمانت تھی کہ پاکستان کا دستور اساسی اسلامی اصولوں پر مبنی ہوگا۔

خان لیاقت علی خان مرحوم کی اس تاریخی قرارداد پر بحیثیت رکن مجلس دستور ساز پاکستان میں ''روشنی کا مینار'' کے عنوان سے ۹ / مارچ ۱۹۴۹ء کو شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے مفصل تائیدی تقریر فرمائی تھی انہوں نے فرمایا تھا :

''قرارداد مقاصد کے اعتبار سے جو مقدس اور محتاط تجویز آنریبل مسٹر لیاقت علی خان نے ایوان ہٰذا کے سامنے پیش کی ہے میں نہ صرف اس کی تائید کرتا ہوں بلکہ آج اس بیسویں صدی میں (جبکہ ملحدانہ نظریات کی شدید کشمکش اپنے عروج پر پہنچ چکی

ہے)ایسی چیز کے پیش کرنے پر موصوف کی عزم و ہمت اور جرأت ایمانی پر مبارکباد دیتا ہوں''۔ (خطبات عثمانی صفحہ ۳۵۸)

شیخ الاسلام اپنی اس تقریر میں فرماتے ہیں :

''پاکستان مادیت کے بھنور میں پھنسی ہوئی اور دہریت والحاد کی اندھیریوں میں بھٹکی ہوئی دنیا کو روشنی کا مینار دکھانا چاہتا ہے، یہ دنیا کے لیے کوئی چیلنج نہیں بلکہ انسانیت کے لیے پرامن پیغام حیات و نجات ہے''۔

اسلام کی جامعیت اور اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات ثابت کرنے کے لیے خالص مادی نظریات کے حامل لوگوں کے اس نظریہ کو کہ'' سیاست میں دین کا کوئی دخل نہیں ہے''، باطل قرار دیتے ہوئے شیخ الاسلام فرماتے ہیں :

''یہ نظریہ کہ دین ومذہب کا تعلق انسان اور اس کے مالک سے ہے بندوں کے باہمی معاملات سے اسے کچھ سروکار نہیں، نہ سیاست میں اس کا کوئی دخل ہے۔ اسلام نے کبھی تسلیم نہیں کیا ممکن ہے دوسرے مذاہب جو آج کل دنیا میں موجود ہیں ان کے نزدیک یہ نظریہ درست ہو اور وہ خود کسی جامع اور حاوی نظام حیات سے تہی دامن ہوں مگر جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ایسے تصور کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس کی تمام تر تعلیمات اس باطل تصور کی دشمن ہیں''۔ (خطبات صفحہ ۳۶۰)

یہ تقریر روشنی کی ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے کراچی اور لاہور کے اخبارات نے اسے نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع کیا تھا اور خطبات عثمانی میں بھی یہ مکمل تقریر شائع ہوچکی ہے۔

درحقیقت اس قرارداد مقاصد کی منظوری میں شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا دخل تھا اور یہ نتیجہ تھا علامہ عثمانی کی مسلسل جدوجہد اور دستور ساز اسمبلی کے

ایجنڈے میں آئین اسلامی کے لیے تجویز کے درج کرانے کا جو علامہ موصوف نے دسمبر ۱۹۴۸ء سے بھی پہلے پیش کر رکھی تھی خان لیاقت علی خان کی اس قرارداد مقاصد کے پیچھے علامہ عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قلم اور ذہن کام کر رہا تھا، چنانچہ اس قرارداد کے مسودے کے ابتدائی خاکہ کا عکس تحریر جو کہ حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے قلم سے لکھی ہوئی ہے، ''البلاغ''، کراچی کے مفتی اعظم نمبر صفحہ ۲۲۱ میں شائع شدہ دیکھی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ علامہ عثمانی نے ڈھاکہ کی عظیم الشان علماء کانفرنس میں جو اسلامی آئین کے سلسلے میں منعقد ہوئی تھی اس قرارداد مقاصد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس قرارداد کی رو سے اس بات کی ضمانت دی جائے گی کہ پاکستان کا آئین نظریہ پاکستان کے تحت اسلامی ہوگا۔ (خطبات صفحہ ۳۴۶)

غرضیکہ اسمبلی کے اندر اور باہر اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ رائے عامہ کو اس قرارداد کے موافق بنانے میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کو بہت زیادہ جدوجہد کرنی پڑی اور خدا کے فضل وکرم سے اور عوام کے تعاون اور وزیراعظم کی جرأت ایمانی سے اکابر علماء کی مساعی جمیلہ بارآور ثابت ہوئیں اور ایوان کی اکثریت نے اس قرارداد مقاصد کو پاکستان کے دستور کے لیے بطور اصول اساسی کے منظور کرکے پاکستان کی سمت متعین کردی۔

مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لایزنی الزانی حین یزنی وهومؤمن ولایسرق السارق حین یسرق وهومؤمن ولایشرب الخمرحین یشربهاوهومؤمن ولاینتهب نهبة یرفع الناس الیه فیهاابصارهم حین ینتهبها وهومؤمن ولایغل احدکم حین یغل وهومؤمن فایاکم ایاکم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں زناکرتا کوئی زناکارجس وقت وہ زناکرتا ہے اوروہ اس وقت مومن ہواورنہیں چوری کرتا کوئی چورجبکہ وہ چوری کرتا ہے اوروہ اس وقت مومن ہو،ااورنہیں شراب پیتاکوئی شرابی جبکہ وہ شراب پیتا ہے اوروہ اس وقت مومن ہو،ورنہیں لوٹتالوٹ کا کوئی مال کہ لوگ اس کی طرف آنکھیں اٹھااٹھاکراس کی لوٹ مارکودیکھتے ہوں ،جبکہ وہ لوٹتاہے اوروہ اس وقت مومن ہو،اورنہیں خیانت کرتاخیانت کرنے والاجبکہ وہ خیانت کرتاہے اوروہ اس وقت مومن ہو(پس اے ایمان والو!ان منافی ایمان حرکات سے)اپنے کوبچاؤ۔(بخاری ومسلم)یہ حدیث بخاری ومسلم ہی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بھی آئی ہے اوراس میں زنا،چوری ،شراب نوشی ،لوٹ ماراورخیانت کے علاوہ قتل ناحق کابھی ذکر ہے یعنی اس میں ان الفاظ کااوراضافہ ہے :ولایقتل حین یقتل وهومؤمن (یعنی نہیں قتل کرتا کوئی قتل کرنے والاکسی کوجبکہ وہ قتل کرتاہے اوروہ اس وقت مومن ہو) (بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ زنا،چوری ،شراب نوشی ،قتل وغارت گری ،اورخیانت یہ

سب حرکتیں ایمان کے قطعاً منافی ہیں ، اور جس وقت کوئی شخص یہ حرکتیں کرتا ہے اس وقت اس کے دل میں ایمان کا نور بالکل نہیں رہتا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اسلام کے دائرہ سے بالکل نکل کر کافروں میں شامل ہوجاتا ہے۔ خود امام بخاری نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے : لایکون ھٰذا مومناً تاماً ولایکون له نور الایمان۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان) ان گناہوں کا کرنے والا جس وقت کہ یہ گناہ کرتا ہے اس وقت وہ پورا مومن نہیں ہوتا، اور اس میں ایمان کا نور نہیں رہتا۔

اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ ایمان دل کی جس خاص کیفیت کا نام ہے وہ اگر جاندار اور بیدار ہو اور دل اس کے نور سے روشن ہو تو ہرگز آدمی سے ایسا کوئی گناہ نہیں ہوسکتا، ایسے ناپاک گناہوں کے لیے آدمی کا قدم اسی وقت اٹھ سکتا ہے جبکہ دل میں ایمان کی شمع روشن نہ ہو، اور وہ خاص ایمانی کیفیت غائب ہوگئی ہو یا کسی وجہ سے بے جان اور مضمحل ہوگئی ہو جو آدمی کو گناہوں سے بچانے والی طاقت ہے۔

بہرحال حدیث پڑھنے والے کو یہ اصولی بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ اس قسم کی حدیثیں جن میں خاص خاص بداعمالیوں اور بداخلاقیوں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ ان کے مرتکب ہوں ان میں ایمان نہیں یا یہ کہ وہ مومن نہیں اور اسی طرح وہ حدیثیں جن میں بعض اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے بارہ میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص ان کا تارک ہو وہ ایمان سے خالی اور بے نصیب ہے یا یہ کہ وہ مومن نہیں ہے ان کا مقصد و منشا یہ نہیں ہوتا کہ وہ شخص دائرہ اسلام سے بالکل نکل گیا اور اب اس پر اسلام کے بجائے کفر کے احکام جاری ہوں گے ، اور آخرت میں اس کے ساتھ ٹھیٹ کافروں والا معاملہ ہوگا، بلکہ مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص اس حقیقی ایمان سے محروم اور بے نصیب ہے جو مسلمان کی اصلی شان ہے ، اور جو اللہ کو محبوب ہے، اور اس کے لیے

نحوی ترکیب میں کاملاً یاتاما جیسے الفاظ مقدر ماننے کی بالکل ضرورت نہیں بلکہ ایسا کرناایک قسم کی بدذوقی ہے ،ہرزبان کا یہ عام محاورہ ہے کہ اگرکسی میں کوئی صفت بہت ناقص اورکمزوردرجہ کی ہوتواس کوکالعدم قراردے کراس کی مطلق نفی کردی جاتی ہے ،خاص کردعوت وخطابت اورترغیب وترہیب میں یہی طرزبیان موزوں اورزیادہ مفید مطلب ہوتا ہے۔

مثلاًیہی حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے زنااورچوری اورخون ناحق وغیرہ گناہوں کے بارہ میں ارشادفرمایاہے کہ ان کاکرنے والاجس وقت یہ ناپاک کام کرتا ہے وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا،اگربجائے اس کے آپ یوں فرماتے کہ ''اس وقت اس کاایمان کامل نہیں ہوتا''تواس میں کوئی زوراوروزن نہ ہوتا،اورترہیب وتخویف جو حدیث کامقصد ہے وہ بالکل فوت ہوجاتا،یامثلاًچندصفحے پہلے یہ حدیث گزرچکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اکثرخطبات میں ارشادفرمایاکرتے تھے کہ لاایمان لمن لاامانة له ولادین لمن لاعهدله (جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اورجس میں عہد کی پابندی نہیں اس کادین میں حصہ نہیں)اب اگربجائے اس کے صریح الفاظ میں یہ فرمایاجاتاکہ ''جس میں امانت نہیں وہ مومن کامل نہیں اورجوعہد کاپابند نہیں وہ پورا دیندارنہیں''،توظاہرہے کہ اس میں وہ زوراوراثربالکل نہ ہوتاجوحدیث کے موجودہ الفاظ میں ہے۔ بہرحال دعوت وموعظت اورانذاروترہیب جوان حدیثوں کااصل مقصد ہے اس کے لیے یہی طرزبیان صحیح اورزیادہ موزوں وخوبصورت ہے۔ پس ان حدیثوں کو ''کفرکے فتوے''اورفقہ کے ''قانونی فیصلے'' سمجھنااوراس بنیادپران گناہوں کے مرتکبین کوملت اسلام سے خارج قراردیناجیساکہ معتزلہ اورخوارج نے کیاہے ان حدیثوں کے اصل مقصد اوررسول اللہ ﷺ کے طرزکلام کی خصوصیات سے ناواقفی اورناآشنائی کانتیجہ ہے۔

مرسلہ : محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

بقلم: حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

فرمایا آج کل ایک شخص کے مرض کا نیا علاج میری سمجھ میں آیا ہے وہ یہ کہ ایک طالب علم مجھ کو جو خط لکھتے تھے وہ تکلف کی تحریریں لکھتے اور مجھ سے اپنی اصلاح کا تعلق بھی رکھتے ہیں میں نے ان کو اس غلطی پر بارہا متنبہ کیا کہ عبارت آرائی میں مشغول ہونا اچھا نہیں۔ مگر ان سے اس مرض کا انفکاک ہی نہیں ہوتا تھا بعض مرتبہ سخت الفاظ سے بھی میں نے منع کیا مگر اثر ندارد۔ ایک بار میرے پاس انہوں نے اپنا ایک قصیدہ بھیجا اس میں بڑے بڑے لغات تھے میں نے اس موقع پر بھی ان کو متنبہ کیا اور اس طرح کیا کہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ کا قصیدہ پڑھ کر مجھ کو اپنے جہل پر اطلاع ہوئی کیونکہ میں اس کو نہیں سمجھا۔ اس پر انہوں نے معافی مانگی مگر اس کے بعد پھر وہی حرکت۔

ایک بار کہنے لگے کہ صاحب ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ چھوٹتی ہی نہیں آخر میں نے یہ علاج کیا کہ ان سے کہا کہ جب تم اپنا خط میرے پاس بھیجنا چاہو تو اس خط کو تم خود مت لکھو بلکہ کسی دوسرے ایسے شخص سے لکھواؤ کہ جس کی بہت کم استعداد تم سمجھتے ہو۔ اس کے بعد تم خود اس مضمون کی نقل بعینہ کر کے اس اصل کے ہمراہ میرے پاس بھیجو۔ آج بحمداللہ ایسا ہی ان کا پرچہ آیا ہے۔ یہ سب سے اچھا علاج ہے اس سے بہت تھوڑے دنوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا یہ مرض جاتا رہے گا جیسے بعض جڑی بوٹیوں سے بعض مرتبہ علاج کیا جاتا ہے۔ دیکھنے میں تو وہ جڑی بوٹی معمولی چیز ہے

مگر دراصل وہ اکسیر ہوتی ہے۔اسی طرح طریق باطن میں بعض علاج بظاہر معمولی معلوم ہوتے ہیں مگر درحقیقت وہ اکسیر ہوتے ہیں میں نے ان کو لکھا ہے کہ جب تم خط بھیجو ایساہی کرواب جب وہ خط لکھنے بیٹھیں گے ان کو اس کا استحضار ہوگا دوسرے کو واسطہ بنائیں گے۔اس سے اپنی حاجت کا اظہار کرنا پڑے گا،ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر کوئی ایسی عبارت بے تکلف لکھ سکتا ہو؟ فرمایا تب بھی ایسے تکلف کو قصداً ترک کرنا چاہیے اس لیے کہ من تشبہ بقوم فھو منھم۔اہل تکلف سے تشبہ تو ہوا خاص کر جبکہ ایسا تکلف اس کے مصلح کو ناگوار بھی گزرتا ہو جس کی وجہ علاوہ تکلف یا تشبہ کے ایک یہ بھی ہے کہ اصل مقصود ایسی عبارت میں مخفی و مستور ہو جاتا ہے باقی عبارت مہمل بھی نہ لکھے بلکہ یہ دیکھ لے کہ میرا مطلب بھی اس عبارت سے ادا ہو گیا یا نہیں۔

اس کے بعد اسی تکلف کے سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ جس کو اپنے سے بڑا سمجھے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ ادب کے بھی خلاف ہے اور اس پر نواب ڈھاکہ کا قصہ بیان فرمایا کہ ان کا لباس میں نے بہت بے تکلف دیکھا ان کے ایک مصاحب نے وجہ پوچھی کہ آپ کا معمول ایسے سادے لباس کا تو نہیں تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ آدمی جس کو اپنا بڑا سمجھے اس کے سامنے اس کے کپڑوں سے زیادہ قیمتی کپڑے پہننا بے ادبی ہے بلکہ اس کے سامنے اپنی ہر چیز کو گھٹا ہوا رکھنا چاہیے۔

پھر ایک سوال کے جواب میں فرمایا تحسین وتزئین اور چیز ہے تکلف اور چیز ہے۔

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

علماء ربانی کا ملکی سیاست میں حصہ

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ علماء ربانی کی سیاست میں دخل اندازی اور ملکی نظام میں حصہ لینے کا مقصد ملک میں شریعت اسلام کے احکام کا نفاذ ہوتا ہے، اس لیے ان کی سیاست مذہب اسلام اور شریعت کی مقرر کردہ حدود وقیود میں مقید اور محدود اور اسلامی احکام کی پابند ہوتی ہے۔

ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید احمد شہید، مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کی سیاسی تحریک ہو یا بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کا ۱۸۵۷ء کے مسلح معرکہ قتال میں عملی حصہ لینا ہو، اسی طرح ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جنگ عظیم کے زمانہ اور بعد کی تحریکات میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حصہ لینا اور ریشمی تحریک چلانا ہو، سب کا مقصد حدود شریعت کے اندر رہتے ہوئے ملکی حالات اور سیاست میں دخل اندازی اور سیاسی اقدام کے ذریعہ نظام اسلام کا نفاذ اور قیام تھا۔ حضرت شیخ الہند اپنے خطبہ صدارت جو سالانہ جلسہ جمعیت علماء ہند ۱۹۲۰ء میں پڑھا گیا، اس میں فرماتے ہیں :

''مذہبی احکام خدا کی امانت ہیں اس پر تمہارا اختیار نہیں ہے اس لیے لازم ہے کہ حدود مذہب کے اندر رہ کر تم احسان کے بدلے احسان کرو اور دونوں قومیں مل کر ایک ایسے دشمن کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ جو تمہارے مذہب اور تمہاری آزادی کو پامال کر رہا ہو''۔ (صفحہ ۳۰)

مذکورہ الفاظ میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظر یہ صاف واضح ہو رہا ہے کہ

''احکام خداکی امانت ہیں''اس لیے حدود مذہب کی پابندی ضروری ہے اور تحریک میں کسی ایسی روش کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے جو حدود مذہب سے ادھر ادھر ہو۔ تحریک کا مقصد ملک میں حدود مذہب کا قیام اور ان کا نفاذ ہونا چاہیے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت شیخ الہند کے مقصد قیام نظام اسلام اور ملک میں نفاذ شریعت سے ہمنوائی کا ذکر کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریاآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

''حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ صرف اسلام کی حکومت چاہتے تھے۔۱۹۲۸ء میں جب (حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ) پہلی بار حاضری ہوئی تو اس ملاقات میں حضرت (تھانوی) نے دارالاسلام کی اسکیم خاص تفصیل سے بیان فرمائی تھی کہ جی یوں چاہتا ہے کہ ایک خطہ پر خالص اسلامی حکومت ہو سارے قوانین تعزیرات وغیرہ کا اجراء احکام شریعت کے مطابق ہو، بیت المال ہو نظام زکوٰۃ رائج ہو، شرعی عدالتیں قائم ہوں۔ (سیرت اشرف)

گویا دربار اشرفیہ میں حصول اور بقاء پاکستان کا لائحہ عمل اور نظام پاکستان کا نقشہ اس وقت پیش ہوا، جبکہ پاکستان چاہنے والوں کو ابھی اس کا خواب وخیال بھی نہ تھا۔ (تعمیر پاکستان ص۱۶۱ از منشی عبدالرحمن مرحوم چہلیک ملتان)

علامہ اقبال مرحوم نے ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے قیام کا خیال ۲۹/دسمبر ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس الٰہ آباد میں اپنے خطبہ صدارت کے دوران ظاہر کیا تھا جس کا ۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے تاریخی اجلاس میں ملی نصب العین کے طور پر ایک قرارداد کے ذریعہ باقاعدہ مطالبہ کیا گیا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ مسلم لیگ کی سیاسی خدمات کو مذہب اسلام کے تابع

بنانے کی تاکید فرماتے رہے اور اپنے وفود قائد مسلم لیگ اور دوسرے زعماء لیگ کے پاس بھیجتے رہے، چنانچہ جب جھانسی (ہندوستان) ۱۹۳۶ء کا الیکشن کانگریس سے جیت کر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بعض زعماء لیگ تھانہ بھون حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آئے اور شہر میں جلسہ ہوا اس میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے علامہ ظفر احمد عثمانی مرحوم نے مسلم لیگ کے عہدہ داروں کو مذہب اسلام کی عملی طور پر پابندی کی تاکید کی اور فرمایا:

''لیگ کے ارکان کو لازم ہے کہ وہ دیندار بنیں اور نماز کی پابندی کریں، قرآن کریم نے اسلامی حکومت کا آئیڈیل بھی بتلادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مسلمان بندے وہ ہیں کہ ان کو زمین پر اقتدار دیا جائے تو وہ نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں''۔ (تذکرہ الظفر)

۱۹۳۸ء میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم لیگ کی اصلاح کے لیے اس میں شرکت کی فتویٰ بھی تحریر فرمایا تھا جو ''تنظیم المسلمین'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔

اسی طرح ۲۶/ دسمبر ۱۹۳۸ء کو مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ (ہندوستان) میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے علماء کے اصلاحی وفد کے ذریعہ اپنا بیان بھیجا اس کو عام اجلاس میں علامہ ظفر احمد عثمانی نے پڑھ کر سنایا اور قائد اعظم مسلم لیگ محمد علی جناح صاحب مرحوم سے کہا تھا کہ:

''مسلمان ایک مذہبی قوم ہے جب تک سیاست کو مذہب کے ساتھ نہ ملایا جائے گا کامیابی نہ ہوگی، اسلامی سیاست یہ ہے کہ خلیفہ اسلام قائد حرب بھی تھا اور نماز کا بھی امام تھا، جب سے سیاست نے مذہب کو چھوڑا ہے مسلمانوں کا تنزل شروع ہوگیا، اس پر قائد مسلم لیگ نے کھلے اجلاس میں اعلان کردیا کہ اسلام عقائد و عبادات،

معاملات اخلاق اور سیاست کا مجموعہ ہے، قرآن کریم نے سب ساتھ ساتھ بیان کیا ہے اس تقریر کو اخبار ''الامان'' دہلی نے اس سرخی کے ساتھ شائع کیا تھا۔ ''مولانا حکیم الامت کی روحانیت کی تاثیر اور قائداعظم کی تقریر''۔

اس تھانوی وفد نے نماز کی بھی تاکید کی تو اس پر مسلم لیگ کا اجلاس ۲ بجے یہ کہہ کر ملتوی کردیا گیا کہ سب صاحب نماز پڑھیں، قاضی شہرامام بنے اور قائد سمیت تمام لوگوں نے جن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ بتلائی جاتی تھی ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

علامہ شبیراحمد عثمانی، علامہ ظفراحمد عثمانی، مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے تحریک پاکستان میں اسی غرض سے حصہ لیا اور عملی طور پر جدوجہد میں بھی شرکت کی تھی کہ پاکستان میں اسلامی حکوت قائم ہوگی اور اس میں نظام اسلام نافذ ہوگا، اس لیے ان اکابر علماء کرام اور بہت سے دیگر مقتدر حضرات نے مطالبہ پاکستان کی حمایت کی تھی اور اس کی تقویت کے لیے علماء کا مستقل مرکز قائم کیا تھا۔ اس سے ان علماء کرام کا مقصد یہ تھا کہ تحریک کا رخ اسلام کی طرف پھیردیا جائے۔ اور اس کے ذریعہ سے پاکستان میں اسلامی حکومت قائم ہوجائے۔ اس مقصد کے لیے قرارداد مقاصد کی پاکستان اسمبلی سے منظوری میں علماء کرام نے بھرپور حصہ لیا، پاکستان کے پہلے دن مولانا ظفراحمد عثمانی نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا کہ:

''پاکستان میں ارباب حکومت آئین ودستور اسلام نافذ کریں اور نماز وغیرہ شعائر اسلام کی پابندی کریں، پاکستان کو شراب خانوں اور قحبہ خانوں، سود اور سٹے کی لعنت سے پاک کریں، اتفاق واتحاد کے ساتھ پاکیزہ اسلامی معاشرہ قائم کریں، فوج اور پولیس کو نماز روزہ کا پابند بنائیں اور انہیں خدمت قوم اور حفاظت دارالاسلام کے لیے جان توڑ کوشش کرنے کی ہدایت کریں''۔ (تذکرہ الظفر)

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

عیسائیت کے مقابلہ میں رضاخانیت کی شکست

گوجرانوالہ کے رضاخانی اخبار ''رضاء مصطفیٰ'' مارچ ۸۵ء میں ولیم مسیح پادری سیال کوٹی کے نام سے ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس میں علماء حق پر بہتان لگائے گئے تھے اور مسلمانوں کو عیسائیت اور ارتداد کی دعوت دی گئی تھی، اس کا مفصل جواب بنام ''رضاخانی پادری کے روپ میں'' ادارہ اشاعت السنۃ النبویۃ لاہور پاکستان نے بصورت اشتہار دے دیا تھا۔ مگر چونکہ علماء حق پر بہتان لگانا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانا رضاخانیت کا محبوب مشغلہ اور خاص شعار ہے اس لیے رضاخانیوں نے ولیم مسیح پادری کے نام سے اس اشتہار کو چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں کے علاوہ بڑے بڑے پوسٹروں کی شکل میں شائع کرنا اور جگہ جگہ چسپاں کرنا شروع کردیا، اس لیے مجبوراً ان بہتانوں کا مختصر جواب پھر سے لکھنا پڑا تاکہ اس کی عام اشاعت ہو سکے اور صحیح العقیدہ مسلمان کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

ولیم مسیح پادری کے اشتہار کا عنوان تھا ''مسلمانو! جواب دو''، لیکن رضاخانی اس کے جواب سے قطعاً عاجز تھے، اور عیسائیت کے مقابلہ میں شکست کھا چکے تھے اس لیے انہوں نے اس چیلنج کا رخ علماء حق کی طرف پھیر دیا اور اشتہار کا عنوان اپنی طرف سے ''خطرناک چیلنج وہابیوں کو عیسائی بننے کی دعوت'' دے کر یہ تسلیم کرلیا کہ رضاخانی خود کو مسلمانوں میں شمار نہیں کرتے اور نہ وہ عیسائیوں کے چیلنج کا جواب دے سکتے ہیں۔

عیسائیوں کے چیلنج کا جواب

اس اشتہار میں عیسائیوں نے مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ :

''ہمارے عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو کیونکہ تمہارے مسلمانوں کے قرآن سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی عیسیٰ مسیح علیہ السلام آسمانوں میں زندہ موجود ہیں اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی بخشتے ، کوڑھیوں کو تندرستی بخشتے، مردوں کو زندہ کرتے تھے اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے اور کتاب ملنے کا بتایا اور اپنی ماں کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے اس لیے آؤ مسلمانو ہمارے نبی عیسیٰ کا کلمہ پڑھو جو زندہ اور بااختیار اور علم والے ہیں'' (رضاء مصطفی گجرانوالہ ۸۵/۳)

ولیم مسیح نے قرآن کریم کے حوالہ سے جن باتوں کو عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کر کے مسلمانوں کو عیسائیت کی دعوت دی ہے ، سوائے اس بات کے اور کسی بات کا ثبوت قرآن کریم سے نہیں دیا جاسکتا کہ عیسیٰ مسیح آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے اور کتاب ملنے کا بتایا اور اپنی ماں کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا۔

ولیم مسیح نے قرآن کریم پر یہ تہمت لگائی ہے کہ قرآن سے ثابت ہے کہ :

''ہمارے نبی عیسیٰ اندھوں کو بینائی بخشتے کوڑھیوں کو تندرستی بخشتے ، مردوں کو زندہ کرتے تھے ۔ ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ باتوں کا علم رکھتے تھے''۔

قرآن کریم سے ہرگز یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کام بغیر حکم خدا کے اپنے اختیار سے کیے تھے ، قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اس طرح ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اندھوں کو بینائی ، کوڑھیوں کو تندرستی اور

مردوں کو زندہ کر دیتے تھے ۔ قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں آیا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قدرت سے یہ کام کرتے تھے ، یہ جو کچھ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا تھا یہ معجزہ تھا اور معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے وہ اپنی قدرت سے اس کو پیدا کرتا ہے اور انجام دیتا ہے اور اپنے نبی کے ہاتھ پر اس کی صداقت کے ثابت کرنے کے لیے ظاہر کرتا ہے اسی طرح کسی ولی کی ولایت کے ثبوت کے لیے اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے ۔ نبی علیہ السلام اور ولی کی قدرت واختیار کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا، اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی عیسائی گمراہ ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایسے معجزات دیکھ اور سن کران کو خدائی قدرت اور تصرف میں شریک کرکے ان کو خدا تعالیٰ کا شریک بنالیا۔ اور کچھ ایسا ہی آج کل فرقہ رضاخانی نے انبیاء واولیاء کے لیے اختیار وقدرت کا عقیدہ اپنا کر عیسائیت کے راستہ پر چلنا شروع کردیا اسی لیے عیسائیوں کو یہ موقع ملا کہ ایسے غلط اور مشرکانہ عقیدوں کو بتلاکر وہ مسلمانوں کو عیسائیت کی دعوت دینے لگے کیونکہ ایسے عقیدہ والوں کو عیسائی بننا اور بنانا بہت آسان تھا۔

اسی غلط عقیدہ کو ''تقویۃ الایمان'' میں اس طرح رد کیا گیا ہے، فرماتے ہیں :

''جو اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاؤ خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب ہو، مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ ورسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے، رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔

عیسائیت کے عقیدہ میں جہاں کا سارا کاروبار مسیح کے کرنے سے ہوتا ہے اس لیے اس عقیدہ کی زد میں عیسائیت کا آنا لازمی بات تھی مگر مسلمانوں کا یہ بنیادی عقیدہ

ہے کہ اللہ کی شان میں کسی مخلوق کو دخل نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں، سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے کسی اور کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ نہ چاہے، کیونکہ جہان کے سارے کاروبار کے چلانے میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے، اگر کسی کے چاہنے سے بھی جہاں کا کاروبار ہوا کرتا تو وہ دوسرا خدا کا شریک ہو جاتا، حدیث شریف میں آیا ہے کہ یوں نہ کہو کہ ''جو چاہے اللہ اور محمد بلکہ یوں کہا کرو کہ جو اکیلا اللہ چاہے وہی ہو گا''۔

تقویۃ الایمان میں اسی حدیث کی شرح میں یہ عبارت لکھی گئی ہے جس کا حوالہ اوپر گزرا ہے اور جس کو بگاڑ کر اشتہار ''خطرناک چیلنج'' میں لکھ دیا ہے کہ ''محمد کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔

اسی طرح یہ بھی قرآن کریم میں کہیں نہیں آیا کہ ''عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے''، البتہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول آیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں تم کو یہ بتلاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ رکھتے ہو''۔ (پ۳)

اتنی بات سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے، قرآن کریم پر ولیم میسح کا یہ کھلا بہتان اور الزام ہے کیونکہ اس طرح کا عقیدہ رضاخانیوں کا بھی ہے کہ وہ انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے لیے تمام پوشیدہ باتوں کا علم ثابت کرتے ہیں جیسا کہ عیسائی حضرت عیسی مسیح علیہ السلام کے لیے ثابت کرتے ہیں اس لیے ''حفظ الایمان'' میں ایسے علم غیب کی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو عالم الغیب کہنے کی ممانعت کی گئی ہے اور یہ سراسر بہتان ہے کہ ''حفظ الایمان'' میں ہے کہ ''محمد جیسا علم زید بکر بچوں اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو بھی

حاصل ہے''۔

''حفظ الایمان''کی عبارت کا یہ مطلب کسی عقل مند نے نہیں سمجھا اور ''محمد جیسا علم''کا لفظ کوئی عیسائی یا ان کا کوئی ایجنٹ ''حفظ الایمان''میں قیامت تک نہیں دکھلا سکتا۔ پھر حفظ الایمان میں صراحۃً لکھا ہے کہ ''نبوت کے لیے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو بتما مہا حاصل ہو گئے تھے''اور اس کی شرح ''بسط البنان'' میں آپ کے تمام علمی اور عملی کمالات میں افضل المخلوقات ہونے کے بارہ میں یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جو شخص آنحضرت ﷺ کے تمام علوم نبوت کا جامع ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو اور علمی اور عملی تمام کمالات میں تمام مخلوقات سے افضل مانتا ہو اس کے ذمہ یہ تہمت لگانا کہ وہ آپ ﷺ کے علوم کو زید بکر وغیرہ کے علوم جیسا کہتا ہے بہت بڑا جھوٹ اور بہتان عظیم ہے۔

رہا یہ الزام کہ ''محمد صاحب مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں''۔ (اشتہار مذکور) یہ بھی مغالطہ دہی یا نافہمی کی بات ہے، قرآن کریم میں ہے کہ:

'' ہم نے مٹی سے تم کو پیدا کیا اور مٹی ہی میں دوبارہ تم کو لوٹا دیں گے اور اسی سے دوسری مرتبہ نکالیں گے''۔ (پ١٦)

مٹی میں ملنے کا مطلب مٹی سے لگنا ہے، یعنی دفن ہونا، وفات کے بعد جب آدمی قبر میں دفن ہوتا ہے تو اس کے چاروں طرف مٹی ہوتی ہے، اس کو مٹی میں ملنا کہتے ہیں۔ اگرچہ جسم محفوظ ہوتا ہے مگر مٹی اس کا احاطہ کیے ہوتی ہے اس وجہ سے اس کو مٹی میں ملنا کہہ دیا جیسا کہ سعید اللغات میں ہے ''مٹی میں مل جانا کے معنیٰ دفن

ہونا''۔ اور منیراللغات میں ہے ''خاک میں ملنا، دفن ہونا''۔

جب عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نزول فرمائیں گے تواس وقت ان پر بھی وفات آئے گی اور وہ بھی حضوراقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ ولیم میسح پادری کی کیسی بے عقلی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے اس وقت آسمانوں پرزندہ ہونے کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے کی دعوت دیتا ہے، حالانکہ موت ان پر بھی آنے والی ہے اور وہ بھی مٹی میں ملنے والے ہیں، اور جسم کے محفوظ رہتے ہوئے مٹی میں ملنا یعنی دفن ہونا کسی کے لیے بھی گستاخی کی بات نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے دفن ہو چکے اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب دفن ہوں گے، اگر دفن ہونے والے کا کلمہ درست نہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ بھی درست نہیں ہوسکتا کیونکہ قیامت کے قریب وہ بھی دفن ہوں گے۔

''تقویۃ الایمان'' میں جس حدیث کی شرح کی گئی ہے اس میں قبر کا ذکر موجود ہے اس کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے ''جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو؟'' پھر اس کا مطلب بیان کرتے ہیں ''یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں'' اس سے صاف واضح ہے کہ مرکر مٹی میں ملنے سے قبر میں جانا مراد ہے کیونکہ مرنے کے بعد قبر میں جانا مٹی میں ملنا کہلاتا ہے، اور مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تمام علماء اہل سنت دیوبند کی طرح وفات کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اقدس کو قبر مبارک میں محفوظ اور زندہ مانتے ہیں، قبر مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلے کے تقریری اور تحریری جتنی خدمت اور تائید اس زمانہ میں علماء اہل سنت دیوبند نے کی ہے دوسری کسی جماعت سے اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہوسکا، اس جماعت علماء حق پر اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی فضل وانعام

ہے کہ اس نے اس عظیم الشان مسئلہ کی حمایت وتائید میں بہترین علمی ذخیرہ جمع کرنے کی ان کو توفیق عطا فرمائی ہے۔

رضاخانیوں سے خطاب

ولیم عیسائی کے چیلنج کے الفاظ یہ ہیں:

''آؤ اے مسلمانو! ہمارے نبی عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا کلمہ پڑھو جو زندہ، بااختیار اور علم والے ہیں۔ ورنہ مردہ بے اختیار بے علم نبی پر ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی رہو گے'' (اشتہار)

اس میں تمام مسلمانوں کو اس بنا پر عیسائیت کی دعوت دی گئی ہے کہ:

''حضرت رسول خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے اور بے اختیار، بے علم ہیں''۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بااختیار اور علم والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں بے علم ہونے کا گستاخانہ عقیدہ کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا، یہ ولیم مسیح کی سخت جہالت اور اس کی بے علمی کا ثبوت ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرف اس گستاخانہ عقیدہ کی نسبت کرتا ہے۔ اوپر ''حفظ الایمان، بسط البنان''کی عبارتوں میں واضح کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمی اور عملی تمام کمالات میں خدا تعالیٰ کے بعد بزرگ و برتر ہیں اور تمام علوم نبوت آپ کو پورے کے پورے حاصل ہیں، البتہ امت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وفات آئی، قرآن کریم اور احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وفات آنے کا ذکر موجود ہے، اسی طرح قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ صرف یہ کہ دوسری مخلوق کے مقابلہ میں بھی بے اختیار بتلایا گیا ہے بلکہ خود اپنی ذات اقدس کے بارہ میں بھی بے اختیار ہونے کا اعلان آپ سے کرایا گیا ہے مثلاً ''کنزالایمان'' میں فرقہ رضاخانی کے بانی مولوی

احمد رضاخان نے آیت انك میت وانهم میتون (پ۲۴) کا ترجمہ لکھا ہے :

''بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے'' (ص۶۶۴)

آیت قل انی لااملك لکم ضرا ولارشدا کا ترجمہ لکھا ہے :

''تم فرماؤ میں تمہارے کسی برے بھلے کا مالک نہیں''۔ (ص۸۲۸)

اور قل لااملك لنفسی نفعا ولاضرا الاماشاء الله کا ترجمہ لکھا ہے :

''تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے''۔ (ص۲۴۹)

اور آیت انك لاتهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء (پ۲۰) کا ترجمہ لکھا ہے :

''بے شک یہ نہیں تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے''۔ (ص۵۶۵)

علماء اہل سنت دیو بند سے منسوب عبارات کے منگھڑت معنیٰ بنا کر ان سے تو رضاخانی فرقہ نے عیسائیت کے چیلنج کے مقابلہ میں اپنی عاجزی اور شکست پر پردہ ڈالنے کی عیارانہ کوشش کی اور لکھ دیا کہ ''یہ محض فرقہ وہابیہ کی گستاخانہ عبارات ہیں''۔ (مجلس تحفظ ناموس رسالت ﷺ) مگر قرآن کریم کی ان آیات کریمات کے بارہ میں کیا کہا جائے گا جن کا ترجمہ بانی فرقہ رضاخانی کے حوالہ سے اوپر لکھا گیا ہے ؟ اور جن سے حضور ﷺ کا میت ، اور اپنے اور مخلوق کے معاملہ میں بے اختیار ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ کیا ان کے بارہ میں بھی یہی کہہ دیا جائے گا کہ (نعوذ باللہ) یہ محض قرآن کریم کی گستاخانہ عبارات ہیں ہمارا ان پر ایمان نہیں ہے ؟۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم

منشیات کے استعمال کے نقصانات

وطن عزیز پاکستان میں منشیات کے استعمال کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے نوجوان نسل بالخصوص اور پوری قوم بالعموم بری طرح سے متاثر ہو رہی ہے ۔ منشیات کے استعمال کی بنیادی وجہ دین سے دوری ، نشہ آور اشیاء کے استعمال کے نقصانات اور وعیدوں سے بے خبری ہے ۔ حالات کا جبر ، بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور روز افزوں مہنگائی بھی اس کا باعث بن رہی ہے لیکن سب سے افسوسناک امر یہ ہے کہ اس وقت منشیات کے استعمال کے بارے میں ہم بعض افسوسناک مخمصوں میں مبتلا ہیں ۔ مثال کے طور پر شراب جسے ام الخبائث کہا گیا اس کے عادی افراد کی اجتماعی طور پر صفائی پیش کی جاتی ہے ۔ انہیں ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اور جب کبھی بھی منشیات کا تذکرہ ہوتا ہے تو شراب جو دینی ، طبی اور معاشرتی ہر حوالے سے سب سے خطرناک ترین نشہ ہے اس کا سرے سے تذکرہ تک نہیں کیا جاتا ۔ افیون ، چرس اور دیگر منشیات کی ترسیل و تقسیم سے چشم پوشی کی جاتی ہے ۔ سگریٹ سازی کی صنعت کو باقاعدہ قانونی حیثیت حاصل ہے لیکن یہ کس قدر مضحکہ خیز امر ہے کہ سگریٹ کی ڈبیہ پر ''خبردار! تمباکو نوشی صحت کے لیے مضر ہے'' جیسا وعظ رقم کیا جاتا ہے لیکن اس سگریٹ سازی کی صنعت کو روکنے یا اس کی خرید وفروخت کے حوالے سے کسی قسم کی سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا ۔

آج کے دور میں نوجوان نسل حتی کہ لڑکیوں میں بھی شیشہ کا استعمال ایک فیشن بن کر رہ گیا ہے جگہ جگہ شیشہ کلب کھل گئے ہیں اور صرف منشیات کے استعمال

ہی نہیں بلکہ دیگر بہت سی خرابیوں اور قباحتوں کے گڑھ بھی ہیں لیکن ان کے خلاف نہ کوئی ایکشن ہوتا ہے اور نہ ہی آپریشن . . . میڈیا پر باقاعدہ منشیات کے استعمال کی مختلف حیلے بہانوں سے ترغیب دی جاتی ہے ، کبھی سگار نوشی کو امارت کی نشانی باور کروایا جاتا ہے ، کبھی سگریٹ نوشی کو پریشانی اور ڈپریشن کا تدارک خیال کیا جاتا ہے ، کبھی اس سے ملتے جلتے دیگر مناظر دکھائے جاتے ہیں اور اشتہاری صنعت میں سگریٹ اور دیگر نشہ آور اشیاء کے باقاعدہ اشتہارات چلائے جاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ وزارت انسداد منشیات کو منشیات پر کنٹرول کا ٹاسک بھی سونپا جاتا ہے ۔ گاہے یوں لگتا ہے کہ ہمارے ہاں پانی ابالنے کے لیے کسی دیگچی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا گیا ہے اور اس کو ٹھنڈا کرنے کے لیے آگ بجھانے کا خیال کسی کو نہیں آتا بلکہ اسے ٹھنڈا کرنے کے لیے وزارت انسداد منشیات کو برف کی ٹکڑیاں اس پانی میں ڈالنے پر مامور کر دیا جاتا ہے ۔

یاد رہے کہ جب تک منشیات کے استعمال کو رواج اور بڑھاوا دینے والے اسباب کا خاتمہ نہیں کیا جاتا ہے اس وقت تک اس مسئلے کو کنٹرول نہیں کیا جا سکتا اور اسی طرح اگر حکومت کی طرف سے اس معاملے میں سنجیدگی کا مظاہرہ کیا بھی جائے اور اس کے اصل اسباب کے تدارک کا اہتمام بھی ہو تب بھی جب تک زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والوں بالخصوص علماء کرام اور منبر ومحراب کی طرف سے منشیات کی روک تھام کے لیے سنجیدہ کردار ادا کرنے کی ضرورت پر زور نہیں دیا جاتا اس وقت تک اسے کسی طور پر کنٹرول نہیں کیا جا سکتا ۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ صرف حکومت نہیں بلکہ تمام طبقات بالخصوص میڈیا اور منبر ومحراب منشیات کے استعمال کے رجحانات کو کنٹرول کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں ۔ اس سلسلے میں

ذیل میں منشیات کے حوالے سے اسلامی احکامات اور پاکستان کی صورتحال کی ایک دھندلی سی تصویر پیش کی جارہی ہے تاکہ اس کی روشنی میں تمام لوگ بالخصوص اہل علم اور اہل قلم اپنی تحریروں، تقریروں، خطبات ومواعظ میں اس انسانی، اسلامی اور طبی مسئلے کو لازمی طور پر موضوع بحث بنائیں۔

منشیات کا استعمال اسلام کی نظر میں

منشیات ایک لعنت ہے جو معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے منشیات سے پرہیز لازم ہے۔ قرآن اور حدیث میں ان کے استعمال سے سختی سے روکا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :

''اے ایمان والوں! شراب اور جوا اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں۔ سوان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ(۹۰ :۵)''

اللہ تعالیٰ نے منشیات کو دوسری خطرناک اور قابل نفرت شیطانی اعمال میں سے گنوایا ہے اور ہمیں ان سے پرہیز کرنے کے لئے کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے :

''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوادے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تم کو (ان کاموں سے) باز رہنا چاہیے۔'' (المائدہ : پارہ : ۷، آیت ۹۱)

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ یہ کس طرح شیطان کا ایک قابل نفرت عمل ہے کیونکہ منشیات دشمنی کے بیج بونے کے علاوہ آپ کو اپنے اصل مقصد یعنی ذکر الٰہی سے روکتی ہیں اور یہ کہ آپ کا اپنے نفس پر کنٹرول ختم ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے بھی منشیات کے بارے میں کئی احادیث منقول ہیں :

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی شراب پیے، اس کو درے مارو اور اگر وہ چوتھی بار اس کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کرو'' حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو بعد میں آپ ﷺ کے سامنے لایا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی لی تھی تو آپ ﷺ نے اس کو مارا مگر قتل نہیں کیا (ترمذی، ابوداود)

مندرجہ ذیل احادیث واضح طور پر بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منشیات کی ممانعت کی تھی :

(i) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر نشے والی چیز خمر ہے اور ہر نشے والی چیز حرام ہے جو کوئی اس دنیا میں شراب پیتا ہے اور اسی حالت میں مرتا ہے اور توبہ نہیں کرتا تو وہ اگلے جہاں میں اسے نہیں پیے گا''

(ii) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے آیا اور رسول اللہ ﷺ سے ایک شراب کے بارے میں پوچھا جو ایک اناج (جسے مضر کہتے تھے) نکالا جاتا تھا اور جسے وہ اپنے ملک میں پیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس میں نشہ ہے تو اس نے جواب دیا، ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی نشہ آور چیز پیے گا تو ان کو (تینۃ الخبل) پلایا جائے گا۔ انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ''تینۃ الخبل'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ یا پیپ۔ (مسلم شریف)

(iiii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شراب پیے گا اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں کرے گا اور اگر وہ توبہ

کرے تو اللہ تعالیٰ معاف کرے گا۔ اور اگر وہ دوبارہ پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا، اور اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ اور اگر وہ پھر پیتا ہے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ اور اگر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے گا۔ اور اگر وہ چوتھی بار پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا اور اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اس کو جہنمیوں کی پیپ کے دریا سے پلایا جائے گا۔ (ترمذی وغیرہ)

(iv) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی چیز بڑی مقدار میں نشہ دیتی ہے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ (ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ)

(v) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور اور مفتر (اعضاء کو بے حس کرنے والی) چیز سے منع فرمایا۔ (ابوداود)

(vi) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی والدین کی نافرمانی کرتا ہے، جوا کھیلتا ہے، صدقہ دینے میں سخت ہے اور عادی شرابی ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا (دارمی)

اس طرح کی متعدد احادیث میں منشیات کی ممانعت آئی ہے۔ اور ان کی قباحت بیان ہوئی ہے۔ سکالرز اور علماء کرام نے بھی منشیات کے برے اثرات پر دنیاوی و مذہبی نقطہ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی سکالرز سے حشیش استعمال کرنے کے 120 دنیاوی اور روحانی نقصانات روایت کئے ہیں۔

ابن سینا کہتے ہیں کہ ان کی بڑی مقدار منی کو خشک کرتی ہے۔ اور اس طرح آدمی کے جنسی جذبہ کو ختم کرتی ہے۔

ابن بیطار کہتے ہیں کہ لوگوں کے ایک گروپ نے منشیات کا استعمال کیا اور وہ پاگل ہو گئے۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں جو نقصانات شراب میں شامل ہیں اس سے زیادہ حشیش میں شامل ہیں، کیونکہ شراب کے اکثر نقصانات دین کو متاثر کرتے ہیں مگر حشیش دین اور جسم دونوں کو متاثر کرتا ہے۔ الغرض منشیات جرائم ہیں اور ان سے احتراز لازمی ہے یہ لوگوں کی زندگیوں کو جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی طور پر تباہ کرتی ہیں۔

منشیات اور پاکستان کی صورتحال حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں

اگرچہ اس وبا کا اصل منبع ہمارا پڑوسی ملک افغانستان ہے تاہم اس کی منشیات کی پیداوار (ہیروئن) کا تقریباً 44 فیصد پاکستان کے راستے دوسرے ممالک کو سمگل ہوتا ہے جبکہ اس کا ایک بڑا حصہ (تقریباً 25 فیصد) یہیں پاکستان میں رہ جاتا ہے جس کو ہمارے مقامی لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح سے منشیات کا دھندہ اور اس کا بڑھتا ہوا استعمال ایک وبا اور چیلنج کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ منشیات کے عادی لوگوں میں 60 فیصد لوگوں کی عمر 15 تا 30 سال کے درمیان ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ منشیات کی بڑھتی ہوئی لعنت کس طرح ہماری نوجوان اور آنے والے نسلوں کے لئے زہر قاتل ثابت ہو رہی ہے۔

2 : پاکستان میں نشہ کے لئے زیادہ تر چرس، کیمیائی ادویات جیسے ڈائیزاپام، ہیروئن اور گٹکا وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نشہ کے عادی لوگوں کی ایک کثیر تعداد ٹیکہ کے ذریعے ادویات کا استعمال کرتی ہے۔ وہ آپس میں مشترکہ سرنج کا استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے یرقان اور ایڈز کے امراض لاحق ہوجاتے ہیں۔ ایک حالیہ سٹڈی سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ پاکستان میں تقریباً ایک لاکھ کے قریب ایچ

آئی وی ایڈز کے مریض ہیں جن میں سے 27فیصد ٹیکہ کے ذریعہ نشہ آور ادویات کا استعمال کرنے والے ہیں۔ ٹیکہ کا استعمال جسم کے اہم اعضاء جیسے گردہ اور جگر وغیرہ کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اور ٹیکے کے ذریعے نشہ آور ادویات کا استعمال کرنے والے تھوڑے ہی عرصہ میں معمول کی زندگی گزارنے کے قابل نہیں رہتے۔

3 : نشہ آور ادویات کا استعمال خواتین میں بھی برابر پھیل رہا ہے۔ وزارت انسداد منشیات کے تحت کرائی گئی ایک حالیہ سٹڈی کے مطابق نشے کی عادی خواتین میں 68فیصد پڑھی لکھی ہیں۔ جبکہ 38فیصد تو یونیورسٹی اور کالج گریجویٹ ہیں۔ خواتین کو نشہ آور ادویات کی بہم رسانی زیادہ تر ان کے خاوند، والد، سر، بھائیوں اور ہمسائیوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ ان میں سے 70فیصد خواتین شوقیہ یا دوستوں کی وجہ سے نشہ کرنے لگی ہیں۔ لڑکیوں اور لڑکوں کے ہاسٹل نشہ بیچنے والوں کے زیادہ شکار ہوتے ہیں جوان کو ان کی دہلیز پر نشہ آور اشیاء بہم پہنچاتے ہیں۔ شیشے کا استعمال نوجوان نسل کے لئے ایک نئے خطرے کے طور پر سامنے آرہا ہے اور یہ مردوزن ہر دو میں مقبول ہے۔ گروپ کی صورت میں 40منٹ تک شیشہ پینا 200سگریٹ پینے کے برابر دھواں اپنے اندر لے جانے کے برابر ہے۔ تپ دق کے مرض کا پاکستان میں دوبارہ سے پیدا ہوجانے کی ایک وجہ شیشہ کا استعمال بھی ہے۔

4 : مطالعاتی تجزیہ بتاتا ہے کہ جن نوجوانوں میں درجہ ذیل علامات پائی جاتی ہوں وہ نشہ کی طرف مائل ہوسکتے ہیں :

i)غصیلہ پن۔ ii)اسکول کے امتحانات میں فیل ہونا۔ iii)اسکول سے غیر حاضر رہنا۔ iv)جسمانی ساخت میں تبدیلی آجانا۔ v)سونے کی عادات میں تبدیلی آجانا۔ vi)رقم کی طلب یا معمول سے زیادہ رقم کا پاس ہونا۔ کیونکہ پہلے پہل تو والدین

بچے پر توجہ نہیں دیتے اور جب ان کو بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بچہ نشہ آور ادویات کا استعمال کر رہا ہے تو وہ اس پر پابندیاں لگا دیتے ہیں اور رقم دینا بھی بند کر دیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بچے کے اندر پیسہ اور گھر سے دیگر اشیاء چوری کرنے کی عادت پڑجاتی ہے۔ اس طرح تمام کنبہ متاثر ہوجاتا ہے اور اس کے چھوٹے بہن بھائی بھی بڑے کی نقل کرتے ہوئے نشہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

5: چونکہ ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے اور ایجنسیاں گلیوں اور بازاروں میں عام لوگوں تک نشہ آور ادویات کی سپلائی کو کنٹرول نہیں کر سکے اس لئے ہم اور کمیونٹی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے علاقہ اور قرب وجوار میں نشہ کی ترسیل اور استعمال کرنے والوں پر نگاہ رکھیں اور اس کی خرید وفروخت کو روکیں۔ چونکہ ہمارے مذہب اسلام میں نشہ حرام ہے اس لئے علماء حضرات کی ذمہ داری بھی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ (نشہ کی حرمت سے متعلق قرآنی آیات واحادیث کے اکتسابات منسلک ہیں) علماء حضرات جمعہ کے خطبوں کے ذریعے اس پیغام کو عوام تک پہنچا کر ہماری نوجوان نسل کو نشہ کے مضراثرات سے محفوظ بنا سکتے ہیں۔ مساجد کے علماء حضرات سے یہ بھی گذارش ہے کہ وہ والدین کو متنبہ فرمائیں کہ وہ اپنے بچوں کی طرف توجہ دیں۔ اور کچھ وقت ان کے ساتھ بھی گزاریں تا کہ وہ راہ راست پر رہیں اور اپنی تعلیم پر توجہ مرکوز رکھیں۔

اسلامی تعلیمات اور طبی نقصانات کے اس مختصر سے جائزے کے بعد سب سے پہلے تو ہم :

(۱) حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ منشیات کی روک تھام کے لیے مستقل بنیادوں پر پالیسی وضع کرے، دوررس نتائج واثرات کے حامل اقدامات

اٹھائے اور منشیات کی کثرت کے اصل اسباب کے تدارک کی فکر کرے اور محض وعظ وتلقین پر اکتفاء نہ کرے بلکہ سخت اقدامات اٹھائے۔

(۲) والدین اور بچوں کے سرپرستوں کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اور نگرانی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں اور ان دینی تعلیمات بالخصوص منشیات کے استعمال کے نقصانات وعواقب سے ضرور آگاہ کریں۔

(۳) میڈیا اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد پر لازم ہے کہ وہ بھی اس سیلاب بلاخیز کو روکنے کے لیے اپنی اور اپنے ذرائع ابلاغ کی حیثیت کو مکمل طور پر استعمال کریں، کسی ٹی وی پروگرام یا ڈرامے وغیرہ کے ذریعے سے کسی طور پر حتی کہ بین السطور میں بھی یہ پیغام نسل نو کی طرف نہیں جانا چاہیے کہ وہ منشیات میں کسی قسم کی دلچسپی کا اظہار کریں۔

(۴) تعلیمی اداروں اور اساتذہ کو چاہیے کہ قوم کے بچے اور بچیاں، ان کا کردار اور ان کا مستقبل ان اداروں اور اساتذہ کے پاس امانت ہوتا ہے وہ اس کی مکمل پاسبانی کا اہتمام کریں اور کوئی ایسا چور دروازہ باقی نہ رہنے دیں جہاں سے کسی کے بچے یا بچی کو نشے کی لت پڑ سکے۔

(۵) اور سب سے اہم اور بھاری ذمہ داری حضرات علماء کرام پر عائد ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ کے فضل وکرم سے علماء کرام کا تمام دینی اور سماجی حلقوں میں ایک خاص مقام ہے۔ لوگ ان کی بات کو بہت اہمیت دیتے ہیں، مستقبل کی قیادت ان علماء کرام کے زیر اثر پروان چڑھتی ہے اس لیے علماء کرام کو چاہیے کہ وہ اسے دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اپنے حلقہ اثر کے مدارس وعلماء، عوام الناس اور منبر ومحراب کو اس لعنت سے چھٹکارے کے لیے استعمال فرمائیں۔

مولانا ضیاء الرحمٰن جالندھری ملتان

تذکرۂ رواۃ حدیث اول صحیح بخاری شریف

(قسط۲)

تذکرہ حضرت شیخ حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا حارث بن اسد قریشی کی اولاد سے تھے۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی ۔

اسم مبارک مع شجرہ نسب

عبداللہ نام ، ابوبکر کنیت، شیخ حمیدی سے معروف ۔ عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ بن عبیداللہ بن اسامہ بن عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی مکی حمیدی اسدی قریشی ۔

فضل وکمال

امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ ان نامور اہل علم اتباع تابعین میں تھے جنھوں نے نہ صرف علم و عمل کے چراغ روشن کیے بلکہ قرطاس وقلم کے ذریعہ زروجواہر کے انبار لگا دیئے، ان کی شہرہ آفاق مسند حدیث کے قدیم ترین اور مستند ذخیروں میں شمار کی جاتی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے محتاط محدث ان کی روایت کو اپنی جامع کا سرآغاز بناتے ہیں، حدیث میں خصوصی فیضان رکھنے کے ساتھ انہیں فقہ وافتاء پر کامل عبور حاصل تھا، اپنے گوناگون علمی کمالات کی وجہ سے ''عالم اهل مكة'' ان کا لقب ہی پڑگیا، اور بات تو عیاں ہے کہ آپ ''شیخ المحدیث'' تھے، تمام ارباب تذکرہ بہت نمایاں طور پر ان کے فضل وکمال کا اعتراف کرتے ہیں۔

چنانچہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ الامام العلم الحافظ الفقیہ لکھتے ہیں۔ ابن عماد الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کان اماماً حجةً۔ علامہ زرکلی رحمہ اللہ تعالیٰ احد الائمة فی الحدیث۔ اور سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ محدث مکة وفقیھھا تحریر فرماتے ہیں۔ حافظ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں احد الائمة صاحب المسند۔

شیوخ :

امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جلالت مرتبت اور تبحر علمی کا مزید ثبوت ان کے شیوخ واساتذہ کی طویل فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے مل جاتا ہے۔ جس میں امام شافعی، مسلم بن خالد، فضیل بن عیاض رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے فخر زمانہ ائمہ کے نام ملتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیض کامل سے بیس سال تک مستفید ہوتے رہے، نیز آپ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک واسطہ سے شاگرد تھے۔

حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں :

''انہوں نے حضرت سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی صحبت اُٹھائی اور اسی باعث ان سے بکثرت روایتوں کا سماع حاصل کیا'' چنانچہ تمام لوگوں میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ صحیح الروایت ہیں۔

ان کے علاوہ شیخ حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن علماء سے اکتساب علم کیا ان میں کچھ کے نام یہ ہیں : ابراہیم بن سعد، ولید بن مسلم، وکیع ابن الجراح الرواسی، مروان بن معاویہ، عبدالعزیز بن ابی حازم، دراوردی اور بشر بن بکر التینیسی، حرملہ بن عبدالعزیز بن سبرہ جہنی حجازی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تلامذہ :

خود ان کے چراغ علم سے روشنی حاصل کرنے والے تلامذہ میں بلند پایہ ماہرین

فن شامل تھے، چند ممتاز تلامذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں :۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ بواسطہ سلمہ بن شبیب، محمد بن یحییٰ الذہلی، ابوزرعہ، ابوحاتم، سلمہ بن شبیب، محمد بن یوسف السنائی، محمد بن عبداللہ برقی، عبیداللہ بن فضالہ نسائی، یوسف بن موسیٰ القطان، محمد بن یونس الکدیمی اور ہارون الحال رحمہم اللہ تعالیٰ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے خاص فیض یافتہ تھے، اور وہ اپنے استاد سے اس درجہ متاثر تھے کہ جامع صحیح میں ''۷۵'' حدیثیں ان کے واسطہ سے روایت کی ہیں، مزید برآں امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بواسطہ ان سے روایت کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ صحیح بخاری شریف میں جس حدیث شریف کو اولاً لائے ہیں، اس حدیث شریف کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ ہی سے روایت کیا ہے۔

فقہ وافتاء :

حدیث کی طرح فقہ میں بھی امتیازی حیثیت حاصل تھی، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس فن میں خصوصی مہارت پیدا کی اور جب وہ مصر تشریف لے گئے، تو امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے ہمراہ رہے، اس طرح وہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بکثرت اجتہادات کے امین تھے، مصر میں اپنے شیخ کی وصال کے بعد مکہ مکرمہ واپس آگئے، اور وہاں مفتی وفقیہ کی حیثیت سے بڑی شہرت پائی، حافظ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ وہ مکہ میں افتاء کا مرکز بن گئے تھے، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فقہ کی بھی تحصیل کی تھی، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے :

''امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ نویسوں نے بوثوق لکھا ہے کہ وہ فقہ وحدیث میں امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد تھے''۔

حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ کے مشہور مفتی، فقیہ اور محدث تھے۔

وصال :

امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عہد ابواسحق محمد معتصم بن خلیفہ ہارون الرشید عباسی رحمہ اللہ تعالیٰ میں ربیع الاول ۲۲۰ھ بمطابق اپریل ۸۳۵ء کو اپنے وطن مکہ مکرمہ ہی میں رحلت فرمائی، اور جنت المعلی میں تدفین کی گئی۔

تذکرۂ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت سفیان بن عیینہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بلاواسطہ تلمیذ رشید تھے۔

عام طور پر سندوں میں دو سفیان ہوتے ہیں :

(۱) سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ (۲) سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب مطلق سفیان کا ذکر ہو تو مراد سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں چونکہ دونوں ثقہ ہیں اس لیے ابہام مضر نہیں ہے۔

اسم مبارک مع شجرہ نسب :

سفیان نام، کنیت ابومحمد۔ حضرت سفیان بن عینیہ بن ابوعمران میمون الہلالی۔

ولادت باسعادت :

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ہشام بن عبدالملک اموی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں بروز منگل ۱۵/ شعبان ۱۰۷ھ بمطابق ۲۵/ دسمبر۷۲۵ء کو کوفہ میں پیدا ہوئے اور یہی ان کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔

تعلیم و تربیت :

ابھی چار سال کی عمر تھی کہ حفظ قرآن مجید کے لیے بٹھا دیا گیا، ، سال کی عمر میں اس سے فارغ ہو گئے ، اور پھر کوفہ ہی میں اہل علم سے فائدہ اٹھایا، اور ۱۲۰ ھ مطابق ۷۳۸ء کو مکہ مکرمہ تشریف لے گئے مکہ اس وقت ائمہ تابعین کا گہوارہ تھا، اور پھر کوفہ چلے گئے یہاں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے تحصیل علم حدیث وفقہ کی اور آپ سے مسانید وغیرہ میں روایات بھی کیں، آپ تبع تابعین میں سے تھے۔

شیوخ :

آپ نے جن مشائخ محدثین سے فیض پایا، ان حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں :

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک، امام زہری، عمرو بن دینار، ابن جریج، امام شعبہ، مسعر بن کدام، ابو اسحق السبیعی، ابراہیم وموسیٰ و محمد ابنا عقبہ، حمید الطویل، محمد بن المنکدر، ابو الزناد، امام اعمش، اسمٰعیل بن امیہ، یزید بن ابی بردہ، بیان بن بشر، جعفر صادق بن محمد باقر، سلیمان التیمی، ضمرہ بن سعید، ابن ابی نجیح، عبدالکریم ابی امیہ، عبدالکریم الجزری، عبیداللہ بن ابی یزید، الاعمش، یزید بن خصیفہ، ابی یعفور الکبیر، ابی یعفور الصغیر رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ :

''میں کوفہ میں آیا اور میری عمر پورے بیس سال نہ تھی، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اصحاب اور اہل کوفہ سے فرمایا، تمہارے پاس عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم کا حافظ آیا ہے، پس لوگ اس کے پاس عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق پوچھنے آئے، اور سب سے پہلے مجھے محدث بنانے والے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

تھے، آپ نے مجھے کہا اے میرے بیٹے، میں نے عمرو سے صرف تین احادیث سنی ہیں، اور وہ ان احادیث کے حفظ میں مضطرب تھے''۔

تلامذہ :

الاعمش، ابن جریج، شعبہ بن الحجاج، سفیان ثوری، مسعر رحمہم اللہ تعالیٰ، ''آپ کے شیوخ میں سے ہیں''، ابواسحق الفزاری، ہمام، عبداللہ بن مبارک، ابومعاویہ، وکیع، یحییٰ بن ابی زائدہ، امام شافعی، یحییٰ بن القطان، ابواسامہ، حافظ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، ابونعیم، امام احمد ابن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، اسحق بن راہویہ، ابنا ابی شیبہ، امام شیخ حمیدی، علی بن خشرم، قتیبہ، محمد بن اسحق، چچا مصعب بن ابی عمران میمون الہلالی، یحییٰ بن اکثم رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے یگانہ عصر ائمہ شامل ہیں۔

تفقہ :

یہ اجتہاد و تفقہ کی دولت سے بھی بہرہ ور تھے، ان کے اجتہاد و تفقہ کے اندازہ کے لئے یہ بات کافی ہے کہ فقہ میں یہ امام شافعی کے استاد ہیں، امام احمد نے ان کو فقہاء میں شمار کیا ہے، امام نووی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ: ''جن لوگوں نے شافعی طریقۂ تفقہ کی بنیاد رکھی سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے اجداد میں ہیں''۔

وصال :

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۶۳ھ بمطابق ۷۸۰ء میں یہ کوفہ سے مستقل طور پر مکہ مکرمہ آگئے اور عمر کے بقیہ ۳۵ سال اس دیار پاک میں بسر کئے، اور عہد ابوجعفر عبداللہ مامون بن خلیفہ ہارون الرشید عباسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ابتدائی دور میں ۹۱ سال کی عمر میں بروز ہفتہ یکم / رجب المرجب ۱۹۸ھ بمطابق ۲۵/فروری ۸۱۴ء کو وصال ہوا، اور حرم پاک کے مشہور قبرستان حجون میں سپرد خاک کئے گئے۔

حضرت محمد بن ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ اکابر تابعین میں سے تھے آپ امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے تھے آپ کے دادا سیدنا حارث بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں کے بیٹے تھے اور ملک حبش میں ہجرت کرنے والوں میں سے تھے اور آپ کے والد ماجد سیدنا ابراہیم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا تھا اور مہاجرین میں سے تھے۔

اسم مبارک مع شجرہ نسب :

محمد نام ، کنیت ابو عبداللہ۔ سیدنا محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بن ابراہیم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہما بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی تیمی قریشی مدنی۔

شیوخ :

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کبار تابعین میں سے جن حضرات سے علم دین حاصل کیا اور احادیث کا سماع کیا، ان حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں :

جابر بن عبداللہ انصاری ، ابوسعید خدری سعد بن مالک انصاری ، انس بن مالک انصاری، عمیر مولیٰ ابی اللحم الغفاری، قیس بن عمرو انصاری، محمود بن لبید اوسی انصاری، محمد بن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدربہ انصاری، علقمہ بن وقاص لیثی عتواری مدنی عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی وقاص زہری مدنی ، مالک بن ابی عامر اصبحی رحمہ اللہ تعالیٰ دادا امام مالک بن انس اصبحی ، عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف زہری مدنی۔

تلامذہ :

ان سے ان کے بیٹے موسیٰ اور یحییٰ بن سعید انصاری ، عبدربہ بن سعید انصاری، سعد بن سعید انصاری، محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی ، ہشام بن عروہ

اسدی، یزید بن الہاد، ابن اسحق، اوزاعی، وبہ العنبری رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فضل وکمال:

ابن عیینہ نے محمد بن منکدر سے انہوں نے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے انہوں اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہر شام اور صبح کو ہم یہ پڑھ لیا کریں ''افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لاترجعون'' چنانچہ ہم اس کو پڑھتے رہے اور مال غنیمت لے کر واپس آئے۔

وصال:

حضرت محمد بن ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عہد ہشام رحمہ اللہ تعالیٰ بن عبدالملک رحمہ اللہ تعالیٰ بن مروان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اموی میں ۱۲۰ ھ بمطابق ۷۳۸ء میں وصال پائی۔

(جاری۔۔۔۔)

مولانا محمد آصف چنیوٹی

اخبار الجامعہ

۵/ ربیع الثانی : حضرت صدر صاحب مدظلہم نے مدرسہ رحیمیہ فروکہ میں جلسہ عام سے بیان فرمایا۔ ۶ : حضرت مدظلہم نے مدرسہ خالد بن ولید ساہی وال میں بیان فرمایا۔ ۱۶ : حضرت مدظلہم چار روزہ اصلاحی دورہ پر ملتان ،شکارپور، جام پور اور ڈیرہ غازیخان تشریف لے گئے جہاں حضرت نے مختلف پر گراموں میں اصلاحی بیانات فرمائے ۔ ۲۳ : حضرت مدظلہم نے مدرسہ امدادیہ فتحیہ سلانوالی میں درس قرآن ارشاد فرمایا۔ ۲۶ : جامعہ ھٰذا میں درجہ کتب کے ششماہی امتحانات شروع ہوئے تمام طلباء نے امتحان میں شرکت کی حق تعالیٰ تمام طلباء وطالبات کو کامیاب فرمائیں آمین۔

یکم جمادی الاولیٰ : جامعہ کے تمام درجات کا تقریری امتحان ہوا، اور ممتحن حضرات نے اطمینان کا اظہار فرمایا۔ ۳ : حضرت مدظلہم نے ڈالاوالا موڑ اٹھارہ ہزاری میں جمعہ کے اجتماع سے بیان فرماکر نماز جمعہ پڑھائی ۔ ۴ : حضرت مدظلہم نے جامعہ حقانیہ روڈو سلطان میں جلسہ عام سے بیان فرمایا۔ ۵ : جامعہ میں حضرت اقدس قاری احمد میاں تھانوی دامت برکاتہم تشریف لائے ،تلاوت قرآن کے بعد حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم نے طلباء سے بیان بھی فرمایا۔ ۶ : جامعہ کی شاخ جامع مسجد امام اعظم ابوحنیفہ المعروف زینب مسجد میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حضرت علامہ مولانا عبدالغفار تونسوی دامت برکاتہم اور مولانا شاہد مسعود، مولانا انتظار صاحب نے بیانات فرمائے۔ ۱۱ : حضرت مدظلہم نے مرکز صیانۃ المسلمین لاہور میں اصلاحی درس دیا۔ ۲۲ : حضرت مدظلہم نے جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور میں ماہانہ اصلاحی درس ارشاد فرمایا۔